QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

خواتین کے حوالے سے احکام نماز سے متعلق آثار خلفائے راشدین ؓ کا اطلاقی مطالعہ

An applied study of the works of the Rightly Guided Caliphs (RA) regarding the Rulings on Prayer (Salah) Concerning Women

1. Rabia Hayat
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.
2. Dr. Saima
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.

Abstract

The Rightly Guided Caliphs were the first bearers of the true religion and the sincere followers of the Messenger of Allah (ﷺ). They did not hesitate to sacrifice their lives, property, honor, comfort, and belongings and homeland for the propagation, support, and protection of the religion of Islam. In the present era, where the human world has become a global village due to the prevalence and abundance of print and electronic media, these anti-religious forces are busy using modern resources with innovation and skill to mislead the new generation of the Ummah and instill atheism and aversion to religion. On the other hand, the modern generation is now demanding logic, evidence, and reality. Now is the time to convince and convince this new generation with arguments of materialism and utility, passing through literature, devotion, and emotions to explain their point of view, otherwise, the day is not far when Islam, like Judaism and Christianity, will become a theoretical and bookish religion and will withdraw from practical life and be limited to places of worship. In this context, it is extremely important to present the importance and usefulness of the Companions in the religion of Islam to the new generation with arguments of usefulness and reality. In this regard, the jurisprudential and legislative aspects of the works of the Rightly Guided Caliphs are undoubtedly of utmost importance, and studying and researching them from modern lines is certainly an important religious, spiritual and ideological need of the present era and the modern generation. In the present article, an applied review of the works of the Rightly Guided Caliphs related to the rules of Prayer (Salah) Concerning Women has been made.

Keywords: *jurisprudential, materialism, survival, Caliph ,Ummah*

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم دین متین کے اولین حاملین اور رسول اللہ ﷺ کے مخلص جانثار تھے۔ جنہوں نے دین اسلام کی اشاعت، حمایت اور حفاظت کے اپنے جان ومال، عزت وناموس، راحت وآرام اور تعلق ووطن کو قربان کرنے کی دریغ نہیں کیا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ اور امت محمدیہ کے مابین دینِ اسلام کے نقل وروایت کے اولین، بہترین اور معتبر ترین واسطہ ہیں۔ دینِ اسلام کے اس اولین واسطے کو اللہ تعالیٰ نے عفت، امانت، صداقت، ثقاہت اور نقاہت کے ساتھ بایں طور موصوف ومزین فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد اس جماعت کی نظیر ومثیل پیش کرنے سے پوری انسانی تاریخ قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا اس جماعت کے اخلاص، للّٰہیت، تقویٰ اور ہدایت یافتہ ہونے کا اعلان فرمایا، نیز ان کے لیے اپنی رضامندی اور ان سے سرزد ہونے والی لغزشوں پر معافی کا اعلان فرمایا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے اپنے ارشادات میں بارہا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب بیان فرمائے اور امت کو ان کے ساتھ عقیدت، ادب اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کی تلقین فرمائی۔ عصر حاضر میں جہاں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی ہمہ گیری اور فراوانی سے انسانی دنیا ایک عالمی

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

گاؤں کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، یہ دین دشمن طاقتیں جدید وسائل کو استعمال کرتے ہوئے جدت اور مہارت کے ساتھ امت کی نئی نسل کو گمراہ کرنے اور الحاد ودین بیزاری میں مبتلا کرکے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ دوسری طرف جدید نسل اب منطق، دلیل اور حقیقت کی طلب گار ہیں۔ اب وقت کا تقاضا ہیں کہ اس نئی پود کو اپنا نقطۂ نظر سمجھانے کے لیے ادب، عقیدت اور جذبات سے گزر کر مادیت اور افادیت کے دلائل کے ساتھ مطمئن اور قائل کیا جائے، ورنہ خاکم بدہن وہ دن دور نہیں کہ دینِ اسلام بھی یہودیت اور عیسائیت کی طرح ایک نظری اور کتابی دین بن کر عملی زندگی سے نکل کر عبادت خانوں تک محدود ہو جائے گا۔ اسی تناظر میں دین اسلام میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہ کی اہمیت اور افادیت کو نئی نسل کے سامنے کو افادیت اور حقیقت کے دلائل کے ساتھ پیش کرنا از حد ضروری ہے۔ اب وقت آچکا ہے کہ امت کے جدید اذہان کو قائل کیا جائے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کوئی دیومالائی طبقہ نہیں، بلکہ یہ حضرات علم وعمل اور صداقت وامانت کے پیکر تھے، ان کی علمیت، فقاہت اور ثقاہت بے مثال تھی، ان کے اقوال اور افعال امت کے لیے حجت اور ہدایت کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کی سیرت وکردار کا مطالعہ کرکے ان کی اتباع اور ان کے علوم کی پیروی عصر حاضر کے لاینحل مسائل کا بہترین حل ہے۔ اس سلسلے میں آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کا فقہی اور تشریعی پہلو بلاشبہ حد درجہ اہمیت کا حامل ہے، جس پر جدید خطوط سے مطالعہ وتحقیق یقیناً عصرِ حاضر اور نسلِ جدید کی ایک اہم دینی، روحانی اور نظریاتی ضرورت ہے زیر نظر تحریر میں خواتین کے حوالے سے احکام نماز سے متعلق آثار خلفائے راشدین کا اطلاقی جائزہ لیا گیا ہے۔

مبحث اول: خواتین کی مسجد میں شرکت کا شرعی اصول

- **حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:((كَانَتِ امْرَأَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ، فَقِيلَ لَهَا: لِمَ تَخْرُجِينَ وَقَدْ تَعْلَمِينَ أَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذَلِكَ وَيَغَارُ، قَالَتْ: وَمَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْهَانِي، قَالَ: يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ.))1**
- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ "عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی تھیں جو صبح اور عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے کے لیے مسجد میں آیا کرتی تھیں، ان سے کہا گیا کہ باوجود اس علم کے کہ عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو مکروہ جانتے ہیں اور وہ غیرت محسوس کرتے ہیں پھر آپ مسجد میں کیوں جاتی ہیں، اس پر انہوں نے جواب دیا کہ پھر وہ مجھے منع کیوں نہیں کر دیتے، لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے مت روکو۔"

:جمع وتحقیق اس روایت سے بنیادی شرعی اصول یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت اگر مسجد میں نماز کے لیے جانا چاہے تو اسے محض ذاتی ناپسندیدگی یا غیرت کی بنیاد پر مطلقاً مسجد سے روکنا درست نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی اہلیہ کا مسجد جانا پسند نہ ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے

1البخاري، 1999ء، رقم :900۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

انہوں نے انہیں منع نہیں کیا، یہاں (یکرہ ذلک) کو فقہی اصطلاح میں لازماً "حرام یا مکروہ سمجھتے تھے" کے معنی میں نہیں لینا چاہیے، بلکہ سیاق میں اس سے ان کی ذاتی ناپسندیدگی اور غیرت مراد ہے۔

اسی اصول کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خود بھی بڑی شدت سے محفوظ رکھا، جب ان کے ایک بیٹے نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سن کر کہا کہ ہم عورتوں کو ضرور روکیں گے، تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتا رہا ہوں اور تم اس کے مقابلے میں ممانعت کی بات کررہے ہو۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ابن ماجہ کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔2

یہ واقعہ اس اصول کی مضبوط مثال ہے کہ صحیح سنت کے مقابلے میں محض ذاتی رائے کو مقدم نہیں کیا جاسکتا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کا نام "عاتکہ بنت زید "تھا جو کہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں،یہ پابندی کے ساتھ نمازِ عشاء اور نمازِ فجر مسجد میں باجماعت ادا کرتی تھیں،حتٰی کہ جب سیدنا عمرفاروق رضی اللہ عنہ مسجد میں زہر آلود خنجر سے زخمی ہوئے تو ان کی مذکورہ بیوی مسجد میں ہی تھیں ،اگرچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کوان کا مسجد میں آنا ناگوار تھا لیکن انہیں منع نہیں کرتے تھے ،اس حدیث کی رو سے عورتوں کو مسجد جانے کی اجازت ہے ،مگر شرط یہ ہے کہ باپردہ ہوں ،خوشبو اور دیگر زیب وزینت سے مبرا ہوں،اس حدیث کے تحت امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں" :اس حدیث میں یہ فقہ ہے کہ عورت کے لے رات کو مسجد جانا جائز ہے اور اس کے)عموم (میں ہر نماز داخل ہے ۔"3

نبی اکرم ﷺ کے دور میں خواتین نماز کے لیے مسجد جایا کرتی تھیں، نبی ﷺ نے انہیں ہرگز نہیں روکا اور نہ ہی کسی صحابی نے اپنی خواتین کو مسجد جانے سے روکا، بلکہ اگر کوئی روکتا تو وہ اس کی مخالفت کیا کرتے تھے، یہ اثر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے ایک اہم فقہی اور اخلاقی معاملے کی وضاحت کرتا ہے، جو اسلامی معاشرت، غیرتِ فطری، عورت کی عبادات میں شرکت، اور سنت نبوی ﷺ کی پابندی کا حسین امتزاج ہے۔

عصری اطلاقات: راجح موقف یہ ہے کہ خواتین کا نماز، دینی تعلیم اور مشروع دینی مقاصد کے لیے مسجد میں آنا شرعاً جائز ہے، اگر عورت مسجد جانے کی خواہش ظاہر کرے تو محض معاشرتی روایت، شخصی ناپسندیدگی یا مجرد غیرت کی وجہ سے اسے مطلقاً روکنا حدیث (لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ) کے خلاف ہے، البتہ عورت مسجد جاتے وقت شرعی پردے، وقار، عدم تبرج، خوشبو سے اجتناب اور فتنہ وضرر سے حفاظت کا اہتمام کرے گی، اسی کے ساتھ عام

2مسلم، 1334ھ، رقم الحدیث :442۔

3ابن عبد البر، التمہید، 24:281۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

نمازوں میں گھر کی نماز کی افضلیت بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے، اس لیے "مسجد جانے کی اجازت" اور "گھر میں نماز کی افضلیت" کو ایک دوسرے کی ضد نہیں سمجھنا چاہیے۔

مبحث دوم: نماز میں عورت کے ستر اور لباس کا حکم

- **وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ قُنْفُذٍ عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَتْ: «تُصَلِّي فِي الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ إِذَا غَيَّبَ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا»4**
- محمد بن زید بن قنفذ کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: "عورت کن کپڑوں میں نماز ادا کرے؟" تو انہوں نے فرمایا: "عورت اوڑھنی (خمار) اور ایسے لمبے اور کشادہ کرتے (درعِ سابغ) میں نماز پڑھے جو اس کے قدموں کی پشت کو بھی ڈھانپ لے۔"

جمع و تحقیق: یہ اثر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے موقوفاً محفوظ ہے، اور بعض ائمۂ حدیث نے اسے صحیح قرار دیا ہے، حافظ عبد الحق اشبیلی رحمہ اللہ نے فرمایا: (هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ مِنْ قَوْلِ أُمِّ سَلَمَةَ) یعنی "سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے صحیح یہی قول ہے"، جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی نقل کیا ہے کہ ائمہ نے اس کے موقوف ہونے کو صحیح قرار دیا ہے۔5

اس باب کے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں عورت کے لیے ایسا لباس پہننا ضروری ہے جو اس کے پورے بدن کو ڈھانپ لے اور ستر کی مکمل حفاظت کرے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ عورت کن کپڑوں میں نماز ادا کرے تو انہوں نے فرمایا): تُصَلِّي فِي الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ إِذَا غَيَّبَ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا (یعنی عورت اوڑھنی اور ایسے لمبے کرتے میں نماز پڑھے جو اس کے قدموں کی پشت کو بھی چھپا لے۔6

اسی طرح سیدنا عبید اللہ خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو ایک لمبے کرتے اور اوڑھنی میں نماز پڑھتے دیکھا، جبکہ ان پر الگ تہبند نہیں تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لباس کشادہ اور پورے جسم کو ڈھانپنے والا ہو تو اضافی کپڑے کی شرط نہیں۔7

مزید برآں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ایک کرتے اور اوڑھنی میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہوئیں تو ایک خادمہ نے ان پر ایک اور کپڑا ڈال دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہرات اور صحابیات رضی اللہ عنہن نماز میں زیادہ سے زیادہ ستر اور پردے کا اہتمام کرتی تھیں۔8

4مالك، الموطأ، 1406ھ، رقم :36۔

5قول عبد الحق الإشبيلي المذكور في المتن» :هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ مِنْ قَوْلِ أُمِّ سَلَمَةَ«۔ — [Source verification required]

6مالك، الموطأ، رقم :191۔

7مالك، الموطأ، 1:142۔

8ابن أبي شيبة، المصنف، 2:266۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

اس مسئلے کی تائید نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے):**لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ**"(اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کرتا۔9

ان تمام آثار واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں عورت کے لیے سر، گردن، بدن اور پاؤں تک کو ڈھانپنے والا لباس اختیار کرنا مشروع ہے، اور نماز میں ستر کی حفاظت غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ صحابیات اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا عمل بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ نماز میں پردے اور وقار کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کیا جائے۔

عصری اطلاقات: موجودہ دور میں خواتین کے لیے نماز کا مخصوص ایک ہی طرز کا لباس ضروری نہیں، نماز کی چادر، عبایا، جلباب، لمبا فراک یا کوئی دوسرا لباس شرعی مقصد پورا کر سکتا ہے، بشرطیکہ سر، بال، گردن اور مطلوبہ ستر کو اچھی طرح ڈھانپتا ہو اور کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ جسم یا جلد کا رنگ نمایاں ہو جائے، لباس کے نام اور فیشن کے بجائے اصل اعتبار ستر کے تحقق کا ہے، اگر لباس اتنا تنگ ہو کہ جسم کے خدوخال نمایاں ہوں تو عورت کو نماز کے لیے اس کے اوپر کشادہ چادر یا دوسرا ساتر لباس استعمال کرنا چاہیے۔

مبحث سوم: نماز میں مرد وعورت کی تنبیہ کا طریقہ کار

- **عبد الرزاق، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ.**10
- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"نماز میں (امام کو متنبہ کرنے کے لیے) مردوں کے لیے سبحان اللہ کہنا ہے اور عورتوں کے لیے تالی بجانا ہے۔"

:جمع و تحقیق یہ اثر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً صحیح ہے، سند میں عبد الرزاق بن ہمام ثقہ حافظ، ابن جریج ثقہ فقیہ ہیں؛ اگرچہ ابن جریج تدلیس کرتے تھے، لیکن یہاں انہوں نے صراحتاً (أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ) کہا ہے، عطاء بن ابی رباح ثقہ فقیہ اس لیے سند متصل اور صحیح ہے۔

،اس مضمون کی مرفوع حدیث کئی مستقل صحیح طرق سے ثابت ہے، امام بخاری اور امام مسلم نے اسے اپنی صحیحین میں روایت کیا امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے)حسن صحیح (کہا، ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا، شیخ شعیب ارناؤوط نے مسند احمد کے طریق کو **إسناده صحيح على شرط الشيخين** قرار دیا، جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے سنن ابی داؤد کی روایت کو صحیح کہا ہے، لہٰذا حدیث کی صحت متعدد ائمہ اور اسانید سے ثابت ہے۔11

9أبو داود، رقم الحديث :641؛ وصححه الألباني۔

10عبد الرزاق، 1403ھ، رقم :4199۔

11 البخاري، 1422ھ، رقم الحديث :1203؛ مسلم، 1334ھ، رقم الحديث :422؛ أبو داود، 1323ھ، رقم الحديث :939؛ الترمذي، 1996م، رقم الحديث :369؛ النسائي، 1406ھ، رقم الحديث :1207؛ أحمد، 1421ھ، رقم :10591؛ الألباني، 1419ھ، صحيح سنن أبي داود، رقم :939۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان مرفوعاً مروی ہے:

(التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ)12

تسبیح مردوں کے لیے اور تصفیق عورتوں کے لیے ہے۔ "امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا):حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ"
13(حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اس مسئلے کا موقع اور مقصد سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث سے مزید واضح ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ اللَّهِ ... وَإِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ)14

جس شخص کو نماز میں کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جس پر توجہ دلانے کی ضرورت ہو، وہ سبحان اللہ" کہے۔۔۔ اور تصفیق عورتوں کے لیے ہے۔ "یہ روایت واضح کرتی ہے کہ یہ حکم بالخصوص نماز میں کسی پیش آمدہ معاملے، مثلاً امام کی بھول یا کسی ضروری تنبیہ کے لیے ہے۔

اسی مصنف عبد الرزاق میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث مرفوعاً بھی ہے:

(قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ فِي الصَّلَاةِ)15

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں تسبیح مردوں کے لیے اور تصفیق عورتوں کے لیے ہے۔"

البتہ اسی روایت میں عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے منقول ہے:

(وَأَحَبُّ إِلَى عَطَاءٍ أَنْ يُسَبِّحْنَ مِنَ التَّصْفِيقِ)16

عطاء رحمہ اللہ کو عورتوں کا تصفیق کے بجائے تسبیح کہنا زیادہ پسند تھا۔"، یہ قولِ تابعی ہے، جبکہ اس کے مقابلے" میں تصفیق کا حکم صحیح مرفوع حدیث سے صراحتاً ثابت ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا موقوف فتویٰ صحیح سند سے ثابت ہے اور بعینہٖ یہی حکم ان سے متعدد اسانید کے ساتھ مرفوعاً بھی ثابت ہے، سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی مستقل صحیح حدیث اس حکم کا محل بھی متعین کرتی ہے کہ نماز میں کسی ضروری امر کی طرف توجہ دلانے کے لیے مرد (سُبْحَانَ اللَّهِ) کہیں اور عورتیں تصفیق کریں، عطاء رحمہ اللہ کا عورتوں کے لیے تسبیح کو پسند کرنا ان کا اجتہادی قول ہے؛ صریح صحیح مرفوع نص کے مقابلے میں نبوی طریقہ راجح ہوگا۔

12البخاري، 1422ھ، رقم الحديث :1203۔

13الترمذي، 1996م، رقم الحديث :369۔

14البخاري، 1422ھ، رقم الحديث :684، 1204۔

15عبد الرزاق، 1403ھ، رقم :4068، 4069۔

16عبد الرزاق، 1403ھ، رقم :4067۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

:عصری اطلاقات موجودہ دور میں مساجد، تراویح، خواتین کی نمازِ جماعت یا ایسی مشترکہ نمازوں میں جہاں امام کو کسی غلطی کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہو، عورت کے لیے مشروع طریقہ تصفیق اور مرد کے لیے "سبحان اللہ" کہنا ہے۔ اسے عام خوشی یا تحسین کے لیے بجائی جانے والی تالی کے مسئلے کے ساتھ خلط نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ یہاں گفتگو نماز کے اندر ضرورت کے وقت تنبیہ کے مخصوص حکم کی ہے۔

مبحث چہارم: نمازی کے آگے سے عورت کے گزرنے کا حکم

- **حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، وَغُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ»17**
- عبید اللہ بن ابی بکر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "عورت، گدھا اور کتا نمازی کی نماز کو قطع کر دیتے ہیں۔"

:جمع و تحقیق یہ اثر صحیح الاسناد ہے، ابو داود الطیالسی، سلیمان بن داود البصری ثقہ حافظ ہیں، اگرچہ بعض روایات میں ان سے اوہام منقول ہیں؛ تاہم یہاں ان کی متابعت غندر اور حجاج بن منہال جیسے ثقہ رواۃ نے کی ہے، غندر، محمد بن جعفر البصری ثقہ اور خصوصاً شعبہ کی روایات میں نہایت مضبوط راوی شمار ہوتے ہیں، شعبہ بن الحجاج ثقہ، حافظ اور متقن امام ہیں، عبید اللہ بن ابی بکر بن انس تابعی اور ثقہ ہیں؛ امام احمد، یحییٰ بن معین، ابو داود اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ موقف کسی منفرد اجتہاد پر مبنی نہیں، بلکہ اس کی واضح تائید صحیح مرفوع احادیث سے ہوتی ہے۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ)1918

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو تو وہ اس کے لیے" سترہ بن جاتی ہے، اور اگر اس کے سامنے اتنا سترہ نہ ہو تو گدھا، عورت اور سیاہ کتا اس کی نماز کو قطع کر دیتے ہیں۔ "امام ترمذی نے اسی حدیث کو روایت کرکے » حديث أبي ذر حديث حسن صحيح « کہا ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے بھی حدیثِ ابو ذر کو صحیح قرار دیا ہے۔ 20

اسی معنی کی ایک مستقل مرفوع روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ، وَيَقِي ذَلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ)2221

17عبد الرزاق، 1403ھ، رقم :2899۔

18مسلم، 1374ھ، رقم الحديث :510۔

19الترمذي، 1395ھ، رقم الحديث :338۔

20تصحيح الشيخ الألباني لحديث أبي ذر المذكور في المتن۔ — [Source verification required]

21مسلم، 1374ھ، رقم الحديث :511۔

22أحمد، 1421ھ، رقم :7983؛ وصححه شعيب الأرناؤوط كما ذُكر في المتن۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

"عورت، گدھا اور کتا نماز کو قطع کرتے ہیں، اور پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر سترہ اس سے حفاظت کرتا ہے۔"

یہ روایت مسند احمد میں بھی صحیح سند سے مروی ہے اور شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ان دونوں صحیح مرفوع روایات سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ موقوف اثر کو قوی تائید حاصل ہوتی ہے، مزید بر آں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس مسئلے میں روایت منقول ہے:

(يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ)23

بالغ عورت اور کتا نماز کو قطع کرتے ہیں۔" یہاں)المرأة الحائض (سے مراد ایسی عورت ہے جو سنِ بلوغ کو" پہنچ چکی ہو، نہ یہ کہ اس کا بالفعل حالتِ حیض میں ہونا ضروری ہے۔

اس روایت میں رفع و وقف کا اختلاف بھی قابلِ ذکر ہے، امام ابو داود نے تصریح کی ہے کہ شعبہ نے اسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا، جبکہ سعید بن ابی عروبہ، ہشام دستوائی اور ہمام نے قتادہ کے واسطے سے اسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف روایت کیا ہے امام البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے ۔24

ان روایات کے بالمقابل ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح روایت مروی ہے کہ جب ان کے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ عورت، گدھا اور کتا نماز کو قطع کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا:

(شَبَّهْتُمُونَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ، وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَإِنِّي عَلَى السَّرِيرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةٌ)25

،تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے مشابہ قرار دے دیا !اللہ کی قسم !میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا" "جبکہ میں بستر پر آپ ﷺ اور قبلے کے درمیان لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔

بظاہر یہ روایت سابقہ احادیث کے خلاف محسوس ہوتی ہے، لیکن دونوں میں تطبیق ممکن ہے، سیدنا ابو ذر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی احادیث کا تعلق نمازی کے سامنے سے گزرنے کے حکم سے ہے، جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ان کا نمازی کے سامنے لیٹا اور موجود ہونا بیان ہوا ہے، گزرنا نہیں، لہٰذا محض عورت کا نمازی کے سامنے موجود ہونا اور اس کا نمازی و سترہ کے درمیان سے گزرنا ایک ہی صورت نہیں ہیں، اسی فرق کی بنا پر دونوں طرح کی صحیح روایات کو جمع کیا جا سکتا ہے، امام البانی رحمہ اللہ نے بھی حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حدیثِ قطع میں یہی فرق واضح کیا ہے کہ حدیثِ عائشہ میں مرور نہیں بلکہ سامنے لیٹنے کا ذکر ہے۔26

23أبو داود، 1430هـ، رقم الحديث :703۔

24أبو داود، 1430هـ، رقم الحديث :703۔

25البخاري، 1422هـ، رقم الحديث :508۔

26 نسبة هذا الجمع بين حديث عائشة وأحاديث القطع إلى الشيخ الألباني تحتاج إلى تحديد المصدر — [Source verification required] والموضع۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

البتہ "قطعِ نماز" کے مفہوم میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، ایک جماعت نے احادیث کے ظاہر کو اختیار کرتے ہوئے عورت، گدھے اور سیاہ کتے کے گزرنے سے نماز کے باطل ہونے کا قول اختیار کیا، امام ابن المنذر نے حدیثِ ابو ذر کو صحیح اور بے علت قرار دیتے ہوئے اس کے ظاہر پر عمل کو ترجیح دی، اور انہوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ، حسن بصری اور ابو الاحوص وغیرہ سے بھی اسی جانب اقوال نقل کیے ہیں۔27

دوسری جانب جمہور فقہاء نے ان روایات میں مذکور "قطع" کو نماز کے بطلان پر محمول نہیں کیا، بلکہ نماز کے خشوع، کمال یا توجہ میں خلل کے معنی میں لیا ہے، امام احمد سے بھی عورت اور گدھے کے بارے میں توقف منقول ہے؛ امام ترمذی نے ان کا قول نقل کیا ہے) :وفي نفسي من الحمار والمرأة شيء (یعنی "گدھے اور عورت کے بارے میں میرے دل میں کچھ تردد ہے"، جبکہ سیاہ کتے کے متعلق وہ قطع کے قائل تھے۔28

مجموعۂ روایات کے تقابل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا اثر صحیح موقوف ہے اور اس کی اصل صحیح مرفوع احادیث میں موجود ہے۔ سیدنا ابو ذر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی احادیث صحیح اور صریح ہیں، جبکہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے عورت کے بالغ ہونے کی قید بھی سامنے آتی ہے۔ اس کے برخلاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں مرور نہیں بلکہ سامنے لیٹنے کا ذکر ہے، اس لیے اسے احادیثِ مرور کا صریح معارض قرار دینا مشکل ہے۔

لہٰذا حدیثی دلائل کے ظاہر کے اعتبار سے راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالغ عورت کا نمازی اور اس کے سترے کے درمیان سے گزرنا، جبکہ معتبر سترہ موجود نہ ہو، حدیث میں مذکور "قطعِ نماز" کے حکم میں داخل ہے، تاہم چونکہ "قطع" سے حقیقی بطلان مراد لینے یا صرف نماز کے کمال وخشوع میں خلل مراد لینے میں اہلِ علم کا معروف اختلاف ہے، اس لیے اس اختلاف کو برقرار رکھنا علمی طور پر زیادہ محتاط ہے۔ ظاہرِ حدیث کی بنا پر ابن المنذر اور ایک جماعتِ اہلِ حدیث کا قول قوی تر معلوم ہوتا ہے، جبکہ جمہور کی تاویل بھی ایک معروف فقہی موقف ہے۔

عصری اطلاقات: موجودہ دور میں اس مسئلے کا اہم عملی پہلو سترہ کے اہتمام اور نمازی کے سامنے سے گزرنے سے اجتناب ہے، خصوصاً مساجد، مدارس، گھروں، ہوائی اڈوں اور بڑے اجتماعات جیسی ازدحام والی جگہوں میں، رسول اللہ ﷺ نے نمازی کو حکم دیا کہ اگر کوئی اس کے اور سترے کے درمیان سے گزرنے کی کوشش کرے تو اسے روکے، اس حکم کا تعلق عورت کی عزت ومنزلت میں کمی سے نہیں، بلکہ نماز کے مخصوص تعبدی احکام اور نمازی کے خشوع وسترہ سے متعلق ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح روایت خود واضح کرتی ہے کہ عورت کا محض نمازی کے سامنے موجود ہونا نماز کے لیے

27ابن المنذر، 1405ھ، ج :5، ص :90-94۔

28الترمذي، 1395ھ، رقم الحديث :338۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

مانع نہیں؛ محلِ بحث نمازی اور اس کے سترے کے درمیان سے گزرنے کی صورت ہے، اس لیے مرد و عورت دونوں کو نماز کے آداب، سترہ کے اہتمام اور نمازی کے سامنے سے گزرنے سے اجتناب کی تعلیم دینا چاہیے۔

مبحث پنجم: تنگ جگہ میں عورت کا مرد کے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا

- حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍعَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْكِنْدِيِّ:أَنَّهُ رَكِبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَسْأَلُهُ عَنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ، قَالَ: فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَسَأَلَهُ عُمَرُ: مَا أَقْدَمَكَ؟قَالَ: لِأَسْأَلَكَ عَنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ، قَالَ: وَمَا هُنَّ؟قَالَ: رُبَّمَا كُنْتُ أَنَا وَالْمَرْأَةُ فِي بِنَاءٍ ضَيِّقٍ، فَتَحْضُرُ الصَّلَاةُ، فَإِنْ صَلَّيْتُ أَنَا وَهِيَ، كَانَتْ بِحِذَائِي، وَإِنْ صَلَّتْ خَلْفِي، خَرَجَتْ مِنَ الْبِنَاءِ، فَقَالَ عُمَرُ: تَسْتُرُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بِثَوْبٍ، ثُمَّ تُصَلِّي بِحِذَائِكَ إِنْ شِئْتَ.وَعَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَقَالَ: نَهَانِي عَنْهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.قَالَ: وَعَنِ الْقَصَصِ، فَإِنَّهُمْ أَرَادُونِي عَلَى الْقَصَصِ، فَقَالَ: مَا شِئْتَ، كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَمْنَعَهُ، قَالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَنْتَهِيَ إِلَى قَوْلِكَ؟قَالَ: أَخْشَى عَلَيْكَ أَنْ تَقُصَّ فَتَرْتَفِعَ عَلَيْهِمْ فِي نَفْسِكَ، ثُمَّ تَقُصَّ فَتَرْتَفِعَ، حَتَّى يُخَيَّلَ إِلَيْكَ أَنَّكَ فَوْقَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الثُّرَيَّا، فَيَضَعَكَ اللهُ تَحْتَ أَقْدَامِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ ذَلِكَ.29

- حارث بن معاویہ کندی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تین مسائل پوچھنے کے لیے سفر کر کے مدینہ آئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”تمہیں یہاں کس چیز نے لایا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: ”میں آپ سے تین مسائل پوچھنے آیا ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”وہ کیا ہیں؟“ انہوں نے کہا: ”بعض اوقات میں اور میری بیوی ایک تنگ کمرے میں ہوتے ہیں، پھر نماز کا وقت آ جاتا ہے، اگر میں اور وہ نماز پڑھیں تو وہ میرے برابر کھڑی ہوتی ہے، اور اگر وہ میرے پیچھے کھڑی ہو تو کمرے سے باہر نکل جاتی ہے۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اپنے اور اس کے درمیان ایک کپڑا حائل کر لو، پھر اگر چاہو تو اسے اپنے برابر کھڑا کر کے نماز پڑھ لو۔“ پھر انہوں نے عصر کے بعد دو رکعت نماز کے بارے میں پوچھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان دو رکعتوں سے منع فرمایا ہے۔“ پھر انہوں نے قصہ گوئی (لوگوں کو وعظ و نصیحت کے لیے قصے سنانے) کے بارے میں سوال کیا اور کہا: ”لوگ مجھے قصہ بیان کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو کر لو۔“ راوی کہتے ہیں کہ گویا آپ اسے منع کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ حارث نے کہا: ”میں تو صرف آپ کی رائے جاننا چاہتا ہوں۔“ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف ہے کہ تم قصہ بیان کرو گے تو اپنے دل میں لوگوں سے اپنے آپ کو بلند سمجھنے لگو گے، پھر مزید قصہ گوئی کرو گے اور مزید اپنے آپ کو بڑا سمجھو گے، یہاں تک کہ تمہیں گمان ہونے لگے گا کہ تم لوگوں سے ثریا (آسمان کے بلند ستاروں) کی طرح بلند مرتبہ ہو، پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اسی قدر لوگوں کے قدموں کے نیچے گرا دے گا۔“

29أحمد، 1421ھ، رقم :111؛ ابن الأشيب، جزء ابن الأشيب، رقم :55۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

جمع و تحقیق: یہ اثر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً حسن الاسناد اور ثابت ہے؛ احمد شاکر رحمہ اللہ نے اسے صحیح جبکہ شعیب ارناؤوط اور ابن کثیر رحمہما اللہ نے حسن قرار دیا ہے۔ عام حالت میں سنت یہ ہے کہ اگر مرد کے ساتھ عورت جماعت میں نماز پڑھے تو عورت مرد کے پیچھے کھڑی ہو۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ، وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا)30

میں اور ایک یتیم اپنے گھر میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا" ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ "یہ متفق علیہ صحیح حدیث عورت کی جماعت میں اصل جگہ کو واضح کرتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ، وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا)31

"میں اور یتیم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف میں کھڑے ہوئے اور بوڑھی خاتون ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔"

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا)32

مردوں کی بہترین صف پہلی اور کم فضیلت والی آخری ہے، جبکہ عورتوں کی بہترین صف آخری اور کم فضیلت" "والی پہلی ہے۔

صحیح مرفوع احادیث سے عام سنت یہ ثابت ہوتی ہے کہ مرد آگے اور عورت اس کے پیچھے کھڑی ہو، حتیٰ کہ جماعت میں صرف ایک عورت ہو تب بھی وہ مرد کے برابر صف میں نہیں بلکہ پیچھے کھڑی ہوتی ہے، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا صحیح موقوف اثر بھی اسی عمومی ترتیب کی تائید کرتا ہے۔33

اس کے بالمقابل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زیرِ بحث اثر ایک خاص اضطراری صورت سے متعلق ہے، جہاں جگہ اتنی تنگ تھی کہ عورت پیچھے کھڑی ہوتی تو عمارت سے باہر نکل جاتی، ایسی صورت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کے درمیان کپڑے کا پردہ کر کے برابر نماز پڑھنے کی اجازت دی، لہٰذا یہ اثر عام صف بندی کے مسنون طریقے کا معارض نہیں بلکہ ضرورت کی رخصت ہے۔

عصری اطلاقات: سفر، ہسپتال، چھوٹے رہائشی کمرے، عارضی کیمپ یا ایسی جگہ جہاں میاں بیوی یا محرم مرد و عورت کے لیے الگ آگے پیچھے کھڑے ہونا ممکن نہ ہو، وہاں اس اثر سے عملی سہولت ملتی ہے، ممکن ہو تو عورت مرد کے پیچھے کھڑی ہو؛ اگر واقعی جگہ نہ ہو تو مناسب حائل کے ساتھ برابر کھڑے ہونے کی گنجائش ہوگی۔

30البخاري، 1422هـ، رقم الحديث :727۔

31البخاري، 1422هـ، رقم الحديث :380۔

32مسلم، 1334هـ، رقم الحديث :440۔

33أثر ابن مسعود رضي الله عنه المشار إليه في المتن يحتاج إلى مصدر محدد۔ — [Source verification required]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue **No:** 01 (2026)

خلاصہ بحث

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے وہ عظیم جانثار ہیں جنہوں نے اشاعتِ اسلام کے لیے بے مثال قربانیاں دیں۔ یہ مقدس جماعت قرآن و سنت کی روایت کا پہلا، سب سے معتبر اور بے نظیر ذریعہ ہے۔ قرآن و حدیث میں ان کے تقویٰ، صداقت اور ہدایت یافتہ ہونے کی صراحت موجود ہے۔ آج عالمی سطح پر پھیلی ذرائع ابلاغ کی یلغار اور جدید ذہن کے عقلی و مادیت پر مبنی تقاضوں کے پیشِ نظر صرف جذباتی یا روایتی اسلوب کافی نہیں رہا؛ بلکہ نئی نسل کو الحاد اور دین بیزاری سے بچانے کے لیے صحابہ کرام کی دینی و عملی افادیت کو عقلی اور منطقی دلائل کے ساتھ پیش کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ نئی نسل کو یہ باور کرانا ضروری ہے کہ صحابہ کرام کوئی خیالی یا دیومالائی شخصیات نہیں تھے، بلکہ وہ علم و عمل کے مجسم پیکر تھے جن کی فقاہت اور اجتہادات دورِ حاضر کے پیچیدہ مسائل کا بہترین حل فراہم کرتے ہیں۔ اسی علمی و عملی تسلسل کو سمجھنے کے لیے آثارِ صحابہ کا جدید اور تحقیقی مطالعہ ہمارا فکری و نظریاتی تقاضا ہے۔ اسی تناظر میں مذکورہ تحریر میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ان آثار و فتاویٰ کا اطلاقی جائزہ لیا گیا ہے جن کا تعلق بالخصوص خواتین کے احکامِ نماز سے ہے۔